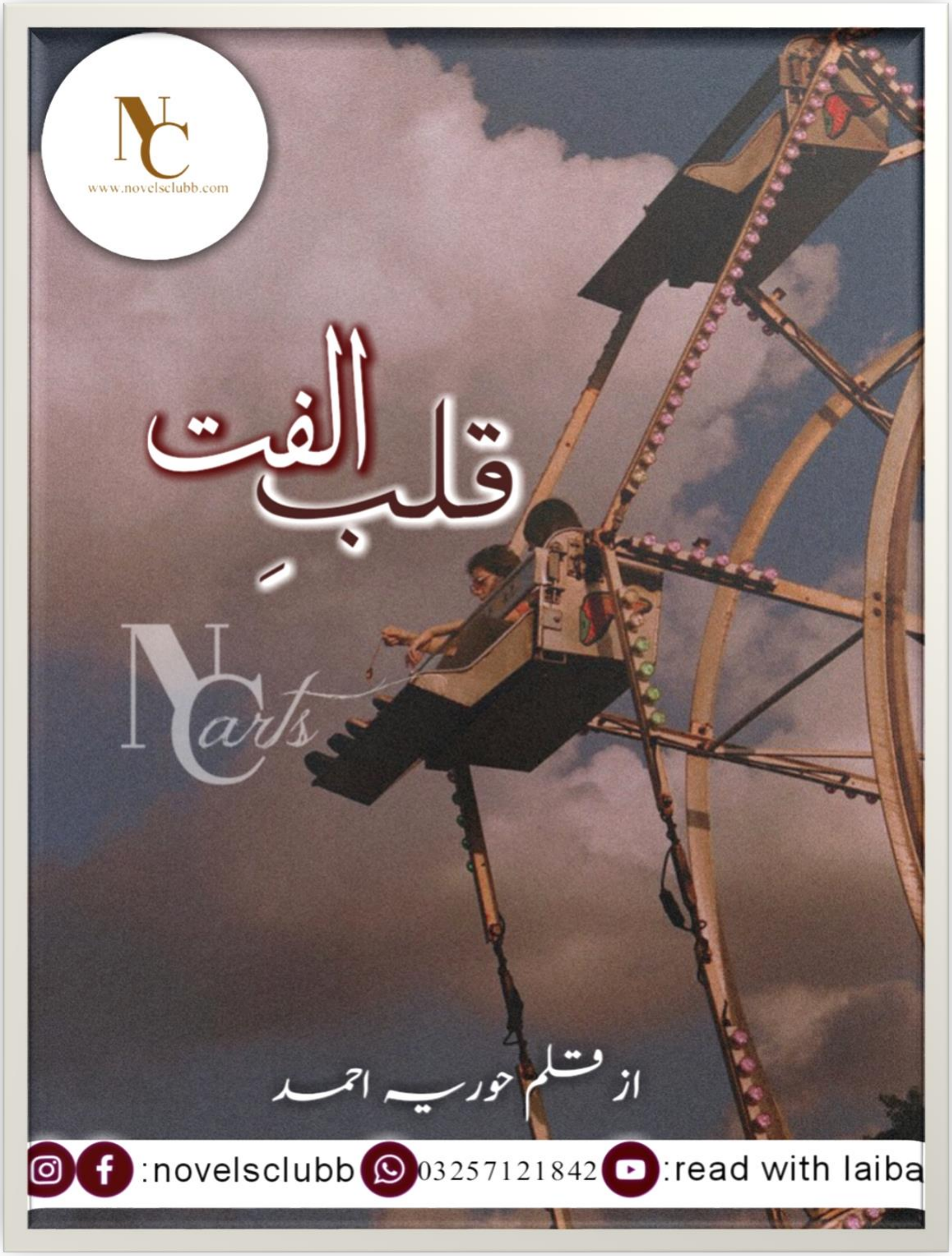
www.novelsclubb.com
قلبِ الفت
NC arts
از قلم حوریہ احمد
:novelsclubb
03257121842
:read with laiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

قلبِ الفت

از قلم

حوریہ احمد

www.novelsclubb.com

قلبِ الفت (حوریہ احمد)

قسط#01

"حورین جھانگیر ایک بے وقوف، جذباتی اور کم عقل لڑکی ہے۔ میرا اس کا کوئی جوڑ نہیں۔"

یہ الفاظ ہر دفعہ اس کے دل پر کوڑے کی مانند لگ کر اسے نئے سرے سے زخمی کرتے تھے۔ وہ اس نفرت کرنا چاہتی تھی مگر کبھی کبھی جیسا ہم چاہتے ہیں ویسا ہوتا نہیں۔

حورین جھانگیر کا دل کبھی "اُس" کے لیے نفرت نہ پال سکا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

جنوری کی شدید ٹھنڈی راتیں تھیں۔ہڈیوں کو جما دینے والی سردی تھی۔لوگ اندھیرا ہوتے ہی سردی سے بچنے کے لیے گھر سے تو کیا کمبل سے ہی باہر نہیں نکلتے تھے۔ایسے میں یہ راولپنڈی کی ایک پوش علاقے میں موجود ایک چھوٹے سے گھر کا منظر ہے۔

یہ گھر نہ زیادہ بڑا نہ زیادہ چھوٹا۔سات کنال کا یہ گھر سنگل سٹوری تھا۔گھر کے آگے کے حصے کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ایک طرف خوبصورت اور چھوٹی سی باڑ تھی جس میں ایک طرف موتیے کے پھول تھے اور ایک طرف گلاب کے۔بیچ میں ایک کٹا ہوا درخت تھا جو کہ پولن کا تھا۔اسے جڑ سے کاٹ دیا گیا تھا کیونکہ گھر کے ایک فرد کو خطرناک حد تک پولن الرجی تھی۔

دوسری طرف کا حصہ بڑا تھا جس کے اوپر شیڈ لگا ہوا تھا۔جہاں ایک کالے رنگ کی وڈز اور ایک کالے ہی رنگ کا ہوی بائیک کھڑا تھا۔

گھر کے اندر آتے ہی ایک طرف بڑا سا ڈرائنگ روم تھا۔

اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا سٹور نما کمرہ تھا۔اس کے ساتھ بڑا سا کچن تھا۔جہاں ایک طرف پکانے کی جگہ تھی اور ایک طرف برتن دھونے کی۔اس کے ساتھ تھا لونڈری روم۔اس کے ساتھ گیسٹ روم۔

دوسرے طرف تین بیڈرومز تھے۔پہلے ماسٹر بیڈروم جو بالکل سادہ سا تھا۔اس کے ساتھ ایک بیڈروم جو کہ لاک تھا مگر اس کی صفائی ہر روز ہوتی تھی۔اس کے ساتھ تیسرا کمرہ جہاں کی لائٹ اس وقت جل رہی تھی۔

اگر کمرے میں دیکھو تو ایک لڑکی سٹڈی ٹیبل پر جھک کر ڈائری میں کچھ لکھ رہی تھی۔جس موسم میں لوگ کمرے میں ہیٹر ہونے کے باوجود بنا سویٹر یا شال کے بستر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔وہ بغیر شال یا سویٹر کے بیٹھی تھی۔بھورے رنگ کے بال جو ہلکے گولڈن شیڈڈ تھے اس وقت ڈھیلے جوڑے میں بندھے تھی۔بھوری آنکھوں میں اداسی تھی۔

تیری یادوں کو پیار کرتی ہوں

سو جنم بھی انتظار کرتی ہوں

تجھ کو فرصت ملے تو آ جانا

میں تیرا انتظار کرتی ہوں

(انجم رہبر)

میں نے اس سے بہت محبت کی یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کا میرا ایک ہونا ناممکن ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کسی اور کو پسند کرتا ہے۔ پھر بھی میں خود خو روک نہیں پائی۔ یہ میری غلطی تھی جس کا خمیازہ میں آج تک بھگت رہی ہوں۔

ڈائری کے صفحے پر لکھے یہ چار اشعار اس کا حالِ دل بیان کر رہے تھے۔ آج بھی وہ اسے یاد کرتی تھی جس کے سامنے کبھی نہ جانے کی قسم کھائی تھی۔ آج تک اس نے اپنی قسم نہیں توڑی۔ یہ سچ تھا کہ وہ اب بھی اس سے محبت کرتی تھی، کیونکہ "نفرت" اس کے بس میں نہیں تھی۔ اسے انتظار تھا کہ وہ خود اس سے ملے۔

پانچ سال گزرے، لیکن وہ اس کے سامنے نہیں گئی۔ جس جگہ وہ دکھتا، خود پر "اس" کی نظر پڑنے سے پہلے وہ جگہ چھوڑ دیتی۔ یہ ضروری تھا، نہ کہ وہ اس سے ڈرتی تھی یا اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی، بلکہ یہ گریز اس لیے تھا کہ وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

ہاں، یہ سچ تھا کہ اس کی زندگی کا کڑوا سچ "اس" کی موجودگی حورین جہانگیر کو کمزور بنا دیتی تھی اور وہ کمزور نہیں ہونا چاہتی تھی۔ اس لیے ایک نظر "اس" کو دیکھ کر دوسری نظر پڑنے سے پہلے وہ جگہ چھوڑ دیتی تھی تاکہ اس کا بھرم قائم رہے۔

اس سچ سے دو لوگ ہی واقف تھے جو حورین جہانگیر کی زندگی کے مشکل وقت میں اس کے ساتھ تھے، جب وہ شدید تکلیف میں تھی اور اپنی تکلیف کا کسی کو بتا بھی

نہیں سکتی تھی۔تب وہ دو لوگ اس کے راز دار بنے اور اس تکلیف دہ وقت میں ہر پل اس کی تکلیف کو کم کر کے اس کو خوشی دینے کی کوشش کی۔

اور دو دو لوگ تھے:-

مروہ ارباز

حیا ادریس

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"رکو۔۔۔۔مت جاؤ پلیز۔۔۔۔مجھے تمہاری ضرورت ہے۔"

وہ اسے پکار رہا تھا،اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ان دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا تھا اس سے پہلے کہ وہ یہ فاصلہ ختم کرتا وہ اوجھل ہو گئی۔

ایک دم وہ نیند سے ہڑبڑا کر اٹھا۔شدید سردی میں بھی اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا۔

خواب سے جاگا تو نئے سرے سے اذیت نے اسے گھیر لیا۔

کوئی دن ایسا نہیں گزرا جب "وہ" اسے یاد نہ آئی ہو۔ جو بات وہ خواب میں اس سے کہہ رہا تھا۔ جو گزارش اس سے کر رہا تھا۔ اس کے روبرو وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

"مگر اسے خود سے دور کرنے والے تم ہی تو تھے۔"

دل نے ایک سچی اور کڑوی سرگوشی کی۔ سچ ہی تو تھا یہ "وہ" اس سے دور ہوئی، اس میں قصور وار وہ خود تھا۔

پاس رہ کر جدائی کی تجھ سے

دور ہو کر تجھے تلاش کیا

میں نے تیرا نشان گم کر کے

اپنے اندر تجھے تلاش کیا

(جون ایلیا)

www.novelsclubb.com

وہ پاس تھی تب اس نے قدر نہیں کی اور جب وہ دور گئی تو ایسا گئی کہ دوبارہ اپنا چہرہ نہیں دکھایا۔

آج بھی اسے وہ روئی ہوئی آنکھیں یاد تھیں جن میں اس سے شکوہ تھا۔اس دن وہ اسے آخری بار دکھی تھی، آج پانچ سال گزر گئے مگر وہ اسے دوبارہ کہیں نہیں دکھی۔ کسی خاندانی تقریب یا دعوت میں ان کا آمنا سامنا نہ ہوا۔

وہ دور کیا ہوئی زندگی سے سکون ختم ہو گیا۔جو باقی رہ گیا زندگی میں وہ تھا دکھ اور پچھتاوا۔

دکھ اسے تکلیف دینے کا اور پچھتاوا اسے کھو دینے کا۔

اپنی بیٹی کے رونے کی آواز نے اسے حال میں لا پٹخا۔ضرور اس معصوم کو بھوک لگی ہو گی۔اس نے جلدی سے اسے گود میں اٹھا کر سینے سے لگایا۔ایک بازو بچی کو تھامے تھا جبکہ ایک ہاتھ اس کے لیے فیڈر بنانے میں مصروف تھا۔پورے دس

www.novelsclubb.com

منٹ بعد دودھ تیار ہوا۔بچی کو دینے پہلے اس نے تھوڑا سا ہاتھ پر ڈال کر چیک کیا کہ کہیں زیادہ گرم تو نہیں۔جب تسلی ہو گئی تب اسے لے کر بیڈ پر بیٹھا۔اپنی گود میں لٹا کر اس نے فیڈر بچی کے منہ ڈالا۔جسے اس نے بے قراری سے پینا شروع کر دیا۔

ایک نظر اپنی چھ ماہ کی بیٹی اور ایک نظر خود سے تھوڑے فاصلے پر لیٹے اپنے چار سالہ بیٹے کو دیکھ کر اس کے دل میں ٹیس اٹھی۔ایک نئ تکلیف نے اس کو گھیر لیا تھا اور وہ تکلیف تھی اولاد کی تکلیف۔اس کے معصوم بچوں کی تکلیف۔کبھی کبھی اسے اپنے بچوں سے بھی شرمندگی محسوس ہوتی تھی۔

جس عمر میں بچوں کو ماں کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔اس عمر میں ان کی خود غرض ماں ان کے باپ کو "تنگ ذہنیت مرد "اور ان کو "بوجھ" کہہ کر اپنی زندگی میں مگن ہو گئی تھی۔

شاید یہی اس کے کیے کی سزا تھی۔اس نے ایک معصوم کا دل دکھایا تھا۔

اس بے سکونی میں اس کو کچھ پل کا سکون صرف دو نفوس سے ملتا تھا،اس کے بچے۔

چار سالہ عرشمان حیدر

چھ ماہ کی عائشہ ولی

کبھی کبھی اسے لگتا تھا کہ "وہ" اسے اس دن بد دعا دے کر گئی تھی۔ مگر شاید ولی حیدر اس بات سے انجان تھا کہ "وہ" اسے کبھی تکلیف نہیں دے سکتی، بد دعا تو دور کی بات تھی۔ ساری دنیا بھی اگر ولی حیدر کے خلاف ہوتی تو "وہ" اس کے ساتھ کھڑی ہوتی۔

مگر کون جانے کہ قسمت اس بات کو مستقبل میں حقیقت کا رنگ دے گی۔ جب "وہ" اس وقت میں اس کے ساتھ کھڑی ہو گی جب ساری دنیا ولی حیدر کے خلاف ہو گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"حورین! حورین! کہاں رہ گئی ہو؟ آ بھی جائو۔ ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ نا جانے کب یہ لڑکی سدھرے گی۔ کتنی بار کہا ہے کہ جب فجر کے لیے اٹھے تب ہی سب چیزیں تیار کر لیا کرے مگر نہیں قسم کھائی ہوئی میری نالائق اولاد نے میری بات نہ ماننے کی۔ ایک جا کر باہر بیٹھ گیا ہے اور واپس آنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ پتہ نہیں کیا کر رہا ہے۔ کہا بھی تھا جیسے ہی پڑھائی ختم ہو واپس آ جائے مگر نہیں ڈھیٹ انسان سن ہی نہ لے ماں کی، اور ایک دوسری یہ جو اسی کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔

دیہان سے!"

حورم بیگم معمول کی طرح اپنی دونوں اولادوں کی حرکتوں کا رونا رو رہی تھیں۔

حورین کو تیزی سے سیڑھیاں اترتا دیکھ دہل گئیں اور ٹوکے بنا نہیں رہ سکیں۔

"سوری ماما۔بس اب نکلوں گی ہاسپٹل کے لیے۔ویسے ہی بہت لیٹ ہو گئی ہوں۔"

تیزی سے نیچے آکر حورم بیگم اور جہانگیر صاحب کا گال چومتے بیٹھ گئی۔

"کوئی ضرورت نہیں جلدی مچانے کی۔انسانوں کی طرح بیٹھو۔جب دیکھو جلدی مچا کر رکھی ہوتی۔ناشتہ کرو ڈھنگ سے ورنہ گھر سے نکلنے نہیں دوں گی۔"

حورم بیگم ڈپٹتے ہوئے بولیں۔یہ تو معمول بن گیا تھا حورین کا ناشتہ صحیح سے نہ کرنا۔ایک گلاس جوس اور ایک بریڈ کا پیس جیم لگا کر،یہ اس کا ناشتہ تھا۔

حورین نے آنکھوں سے اشارہ کیا جہانگیر صاحب کو جس کا مطلب تھا" بابا بچا لیں"

۔

"اچھا ابھی چھوڑ دو حورین کو بیگم۔ابھی ویسی ہی میں اسے ڈروپ کرنے جا رہا ہوں ہاسپٹل۔تو راستے سے کچھ کھلاتا جائوں گا۔"

جہانگیر صاحب نے بات ختم کرنے کی کوشش کی مگر بیچارے برا پھنسے کیونکہ حورم

بیگم کی توپوں کا رخ جہانگیر صاحب کی طرف ہو گیا تھا۔

"یہ ساری آپ کی ہی ڈھیل کا نتیجہ ہے جہانگیر۔دونوں کے دونوں ڈھیٹ ہو گئے ہیں۔نہ یہ میری بات سنتی ہے نہ وہ دوسرا۔اگر سختی کر دو تو آپ ان کے حمایتی بن جاتے ہیں۔ سمجھا لیں ان کو اپنی زبان میں ورنہ اس عمر میں ان دونوں کو جوتے لگاتے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔پھر بیچ میں مت آیئے گا۔"

حورم بیگم اچھا خاصہ غصے میں تھیں۔حورین کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہو گیا۔ اس لیے خود اٹھ کر ان کو کرسی پر بٹھایا اور ان کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گئی۔

"کیا بات ہے ماما۔آپ اتنا غصے میں کیوں ہیں۔اتنا تو میں بھی جانتی ہوں کہ بات یہ نہیں کچھ اور ہے بتائیں پلیز۔"

جہانگیر صاحب ان کو روکنا چاہتے تھے۔ان کو وجہ معلوم تھی۔

"وہ دراصل۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ بات شروع کرتیں حورین کو ہاسپٹل سے کال آگئی۔جس کی وجہ

سے اس کو جانا پڑا۔ جہانگیر صاحب اسے خود چھوڑنے جانے کے لیے اٹھ گئے۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی جہانگیر صاحب کے فون پر ایک اور کال آئی۔ کالر آئی ڈی دیکھ کر جہانگیر صاحب ہنس پڑے۔ جہاں دو شیطانی ایموجیز کے درمیان لکھا تھا "فسادی"۔ یہ بھی حورین کی کارستانی تھی۔

حورین نے فون کا سپیکر آن کر دیا۔

"السلام وعلیکم!" ہارون کی شوخ آواز سنائی دی۔

"وعلیکم السلام! کیا مسئلہ ہے برخوردار؟ کیوں میری بیگم کو تنگ کیا ہوا ہے۔؟" جہانگیر صاحب مصنوعی خفگی سے بولے۔

"لگتا ہے صبح والا سیشن پورا ہو گیا ہے۔ مجھے یقین ہے ڈاکٹر حورین کی زیادہ شامت آئی ہو گی۔" چڑانے والا انداز۔

"ویری فنی۔ سارے فساد کی جڑ آپ ہی ہیں۔ آپ کی وجہ سے مجھے بھی سننی پڑتی ہے۔" حسبِ توقع وہ چڑ گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بس کرو بی بی جیسے میں تو جانتا ہی نہیں ہوں تمہیں۔ ضرور تم نے ہی کھانے میں ڈنڈی ماری ہو گی جو ماما صبح صبح آگ بگولہ ہوئی ہوں گیں۔"

"اور بیٹا اس بار تو جوتے سے مارنے کی دھمکی بھی دے دی گئ ہے. اب کی بار میں بھی نہیں بچا پاؤں گا۔"

جہانگیر صاحب نے حورم بیگم کی دھمکی پہنچائی۔

"مجھے آپ سے کچھ پوچھنا تھا بابا۔ کیا کچھ ہوا ہے؟ میں جانتا ہوں ماما چھوٹی چھوٹی باتوں پر اتنا غصہ نہیں کرتیں۔ ہوا کیا ہے؟"

ہارون نے سنجیدگی سے پوچھا۔ کل اس کی بات حورم بیگم سے ہوئی تھی۔ انھوں نے فون پر اس کی اچھی خاصی عزت افزائی کی۔ ان کے لہجے سے ہی وہ سمجھ گیا کہ کچھ بات ہوئی ہے۔ حورم بیگم سے پوچھنے کا مطلب تھا ایک اور بے عزتی سیشن۔ اس لیے ان کے بجائے اس نے جہانگیر صاحب سے پوچھا۔

"تم وجہ بہتر جانتے ہو۔ ایک غلطی کا خمیازہ ہم سب آج تک بھگت رہے ہیں۔ تم

نے علینا سے شادی سے انکار کر کے ہمیں ایک اور بڑی مشکل میں پھنسا دیا۔"

"بابا اس بات کو بھی تین سال ہو چکے ہیں اور بقول ممانی کے ان کی بیٹی کو مجھ سے اچھا انسان مل گیا ہے۔ پھر اس بات کا بتنگڑ بنانے کی کیا تک بنتی ہے۔"

حورین اس پورے وقت میں خاموش تھی۔ اصل بات وہ بھی جاننا چاہتی تھی۔ مگر اس سے پہلے ہی ہوسپٹل آ گیا۔

حورین کو ہوسپٹل ڈروپ کر کے انھوں نے اصل بات بتانے کا فیصلہ کیا۔ یہ بات حورین کو بتا کر وہ اسے ذہنی اذیت نہیں دے سکتے تھے۔

"وہ لوگ چاہتے ہیں کہ حورین اور علیم کا رشتہ پکا کر دیا جائے۔" جہانگیر صاحب نے گویا ہارون کے سر پر بوم پھوڑا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ بابا؟ وہ لوگ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں کہاں وہ نفسیاتی، بد تمیز انسان کہاں میری معصوم بہن۔ یہ بات چھوڑیں آپ کو ان کے گھر کے ماحول کا معلوم ہے۔ عجیب گھٹا ہوا ماحول ہے۔ انہوں نے ایسا سوچا بھی کیسے؟ بابا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں آپ کو بتا رہا ہوں پلیز کوئی جذباتی فیصلہ مت کیجیے گا۔ دادا کا ایک غلط فیصلہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ آپ پلیز ایسا کچھ مت کیجیے گا۔"

ہارون نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کروں؟ اپنی بہن کی زندگی مزید اجیرن ہونے دوں؟ تم جانتے ہو وہ شر پسند عورت زندگی تنگ کردے گی افراح پر اگر ان کی بات نہ مانی گئی۔ تم جانتے ہو ان لوگوں کو بات کرنے کی نہیں حکم دینے کی عادت ہے۔" جہانگیر صاحب چڑ کر بولے۔ ہارون جتنا اس معاملے کو آسان سمجھ رہا تھا، معاملہ اتنا آسان نہیں تھا۔ ایک طرف بہن تھی تو ایک طرف بیٹی۔ بیٹی بھی وہ جس کی آنکھ میں وہ ایک آنسو برداشت نہیں کر سکتے۔

"ان کو حکم دینے کی عادت اسی لیے پڑی ہے کیونکہ آپ لوگوں نے ان کی ہر جائز اور ناجائز بات مانی ہے۔ اگر آپ لوگ صحیح وقت پر کوئی فیصلہ لے لیتے تو آج یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ آپ کیا چاہتے ہیں کہ حورین ایک اور افراح بن جائے۔ آپ چچی

کی خصلت سے واقف نہیں کیا؟ان کو تو حورین سے بچپن سے مسئلہ تھا۔ماما کو تو وہ کچھ کہہ نہیں سکتی اور اس چیز کے بدلے وہ حورین سے کس کا طرح لے چکی ہیں۔یہ مجھے آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ویسے بھی علیم پھوپھو کا سگا بیٹا نہیں۔ان کے شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد ہے۔"ہارون کسی صورت ایسا ہونے نہیں دے سکتا تھا۔ اپنی بہن کو جانتے بوجھتے جہنم میں نہیں بھیج سکتا تھا۔

"ایک بات اور میں اگلے مہینے آرہا ہوں۔یہ معاملہ میں خود دیکھ لوں گا۔جواب دینا مجھے بہت اچھے سے آتا ہے۔اس لیے اپ فکر مت کیجیے ان کو انکار میں خود کروں گا۔اگر پھوپھو کو کوئی مسئلہ ہوا تو میں ان کو لے آئوں گا۔ساری زندگی ان لوگوں نے پھوپھو کو صرف ذہنی ازیت دی ہے۔"

ہارون نے اٹل لہجے میں کہا۔جہانگیر صاحب گہرا سانس بھر کر رہ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عائشہ کو دودھ پلانے کے بعد ولی فجر پڑھ کر سو گیا۔دوبارہ آنکھ اپنے گال پر معصوم لمس محسوس کر کے کھلی۔ نیند میں وہ مسکرایا۔آنکھیں کھول کر عرشمان حیدر کو دیکھا جو اس کے سرہانے کھڑا اس کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میرا بیٹا اٹھ گیا۔"

عرشمان نے صرف سر ہلایا۔اس نے ایک نظر چھ ماہ کی عائشہ کو دیکھا جو سو رہی تھی۔

"آپ بہن کے پاس بیٹھو۔ بابا بھی فریش ہو کر آتے ہیں پھر ہم بریک فاسٹ کریں گے۔ ٹھیک ہے۔"

اس بار بھی عرشمان نے سر ہلایا۔ولی اذیت سے مسکرایا۔اس کا بیٹا چار سال کا تھا۔ مگر بولتا ابھی بھی کچھ نہیں تھا۔کوئی کام ہو یا کچھ چاہیے ہو تو صرف ایک لفظ بولتا تھا ورنہ زیادہ تر اس سے کی طرف اشارہ کر دیتا تھا۔

زیادہ تر وہ تین لفظ بولتا تھا۔"بابا""عاشی""پوپو"۔پوپو یعنی عمارہ۔ولی کے علاوہ وہ صرف عمارہ سے سنبھلتا تھا۔عمارہ ولی کے ساتھ ہی رہتی تھی۔آج کل وہ انگلینڈ تھی نویرہ کے پاس۔

جب تک وہ فریش ہو کر آیا عائشہ بھی جاگ چکی تھی۔اس نے دونوں بچوں کو تیار کیا اور قریب ایک ریسٹورنٹ لے گیا۔

اپنی ٹف روٹین کی وجہ سے اسے کم ہی بچوں کو کہی لے جانے کا موقع ملتا۔جس کی وجہ سے اس کے بچے "ہوم سک" ہو گئے تھے۔عائشہ ابھی چھوٹی تھی مگر گھر سے باہر وہ تنگ ہو جاتی۔جب کہ عرشان عائشہ سے زیادہ تنگ کرتا تھا۔اگر کوئی کام اس کی مرضی کے مطابق نہ ہوتا تو وہ شدید سے شدید ری ایکشن دیتا۔جب تک اسکو چھیڑا نہ جائے اور اس کی مرضی چلتی رہے وہ خاموش رہے گا۔

ولی کو اس کو رویہ سمجھ نہیں آرہا تھا۔اس لیے اس نے احمر سے مدد لی۔احمر اس کا بہترین دوست تھا۔جو ہمیشہ اس کے ساتھ کھڑا ہوتا۔

ابھی بھی احمر عرشمان کے لیے چائلڈ سائکولوجسٹ ڈھونڈ رہا تھا۔اس نے عرشمان کو کافی ڈاکٹرز کے دکھایا مگر سب نے اس سے کہا کہ اس عمر میں بچوں کا یہ رویہ نارمل ہے۔ مگر ولی کا دل نہیں مانا اس لیے اس نے احمر سے مشورہ کیا اور احمر نے نہ صرف اسے چائلڈ سائکولوجسٹ کا مشورہ دیا بلکہ ڈھونڈنا بھی شروع کر دیا۔

ناشتہ آتے ہی وہ لوگ ناشتے میں مصروف ہو گئے جب کچھ دیر بعد ولی کو احمر کی کال آگئی۔ جسے سننے وہ ایک طرف چلا گیا مگر جانے سے پہلے عرشمان کو بولنا نہیں بھولا۔

"بابا آرہے ہیں۔آپ بہن کا خیال رکھنا۔"

جس پر عرشمان نے سر ہلایا۔

"ہیلو برو۔میں نے عرش کے لیے ڈاکٹر دیکھ لی ہے بلکہ کل کے لیے اپائنٹمنٹ بھی لے لی ہے۔ فکر نہ کرو اس بار ہمیں وجہ سمجھ آجائے گی عرش کے رویے کی۔"

احمر نے اسے کال اٹھاتے ہی اچھی خبر سنادی۔یہ ولی کے لیے اچھی خبر تھی کیونکہ وہ عرشمان کے رویے سے اچھا خاصہ پریشان تھا۔

www.novelsclubb.com

یہ کچھ دن پہلے کی بات تھی۔ولی صبح آفس سے واپس آیا۔آتے ہی اسے سارے ملازمین کمرے سے باہر نظر آئے۔اندر کمرے میں آتے ہی اسے کمرے کی ابتر حالت نظر آئی۔ولی کا پرفیوم زمین پر ٹوٹا پڑا تھا۔بیڈ کی چادر زمین پر تھی۔تکیے بھی زمین کی زینت بنے ہوئے تھے۔

وجہ معلوم کرنے کر پتہ چلا کہ عرشمان ولی کو بلا رہا تھا۔کسی نے اس کی بات کو سیریس نہیں لیا۔

ولی نے دیکھا کہ وہ کمرے کے ایک کونے میں بیٹھا چہرہ جھکائے رو رہا تھا۔ولی نے اس سے پیار سے پوچھا تو اس نے اپنے پیٹ کی طرف اشارہ کیا، مطلب درد ہو رہا تھا۔

ملازمین کی لاپرواہی پر اس کا دماغ گھوم گیا اس نے کھڑے کھڑے ان نئے ملازمین کو نکال دیا جنہوں نے نہ صرف عرشمان کی بات کو اگنور کیا بلکہ اس کو ڈانٹا بھی۔

اس کا بچہ درد میں تڑپتا رہا، اسے پکارتا رہا اور کسی نے اس کی نہیں سنی۔ صحیح کہا جاتا

ہے اولاد واقعی ایسی چیز ہوتی ہے جو انسان کو بے بس بھی کرتی ہے اور مضبوط بھی۔

اس کی اولاد اس کو کمزور کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com